© rasailojaraid.com

ڈاکٹر وحید الرحمٰن شاہ صاحب
صدر شعبہ اسلامیات گورنمنٹ کالج پشاور

ایک فقہی مخطوطہ

لطائف الحواشی (عربی قلمی)

حافظ محمد ہشت نگری قدس سرہ

بارہویں صدی ہجری کے مشہور عالم و فاضل اور روحانی پیشوا حضرت مولانا حافظ محمد ابن مولانا دور خان سٹر بنی علاقہ ہشت نگر (چارسدہ) پشاور کے موضع کلہ ڈھیر متصل عمرزئی میں تقریباً ۱۱۵۵ھ مطابق ۱۷۴۲ء میں پیدا ہوئے۔ خاندانی لحاظ سے آپ بنی اسرائیل سٹر بنی کی شاخ محمدزئی (پٹھان) سے تعلق رکھتے تھے۔ اور حافظ جی صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔[1]

حافظ صاحب سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ میں حافظ اخوند محمد صدیق المعروف بنشو نٹری صاحب بنیر (متوفی ۱۱۹۸ھ ۱۷۸۴ء) کے مرید و خلیفہ تھے۔ علاوہ ازیں آپ کو مرشد نے سلاسل چشتیہ، صابریہ، نظامیہ، سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ، شطاریہ اور قلندریہ میں بھی مجاز طریقت فرما کر سلسلہ کی اشاعت و تبلیغ اور یاد الٰہی کی تعلیم دینے کے لئے حکم صادر فرمایا۔ آپ نے کلہ ڈھیر متصل عمرزئی میں خانقاہ قائم فرمائی۔ جہاں تصوف و سلوک کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حفظ و ناظرہ قرآن مجید اور درس قرآن و حدیث دیا کرتے تھے۔ آپ کو تجوید پر بڑا عبور تھا اور علم فقہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ۱۶ ربیع الثانی ۱۲۰۶ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۷۹۱ء میں فوت ہوئے۔ مزار موضع کلہ ڈھیر عمرزئی چارسدہ میں مرجع خاص و عام ہے۔[2]

حافظ جی صاحب کی وساطت سے صوبہ سرحد اور افغانستان میں سلسلہ قادریہ کے عظیم الشان فیوض و برکات

---

[1] تواریخ حافظ رحمت خانی اشاعت سوم۔ روشن خان ص ۳۴۵ (ب) احوال العارفین مولفہ حافظ غلام ص ۷۷

[2] مراۃ الاولیاء (قلمی) حافظ محمد شعیب تور ڈھیری ص ۹۸ (ب) احوال العارفین ص ۸۷ (ج) تذکرہ علماء و مشائخ سرحد ج ۲ سید محمد امیر شاہ قادری پشاوری ص ۲۶۷، ۲۶۸ (د) تیرہ سیر شاعران عبدالحلیم اثر ص ۹۰-۹۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پھیل چکے ہیں۔ آپ کے بے شمار خلفا گذرے ہیں جن میں نامور خلیفہ حافظ محمد شعیب تورڈھیری صاحب (۱۲۴۸ھ۔ ۱۸۳۲ء) تھے۔ پھر تورڈھیری صاحب کے نامور خلیفہ اخوند عبد الغفور المعروف سوات بابا جی صاحب (متوفی ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۷ء) تھے[1]۔

زیر نظر کتاب کے علاوہ حافظ جی صاحب نے علم فقہ کی مشہور کتاب منتخلص الحقائق شرح کنز الدقائق کے اشعار کی شرح اور مختلف پشتو رباعیات لکھی ہیں۔ یہ شرح بمعہ حاشیہ مولانا عین اللہ المغانی نے طبع کرائی ہے۔ علاوہ ازیں نون قطنی کے اثبات میں دو رسائل بھی تحریر فرمائے جو اب نایاب ہیں۔

زیر نگاہ کتاب لطائف الحواشی شرح حاشیہ خطبہ چلپی المولی یوسف بن جنید المعروف اخی چلپی (المتوفی ۸۸۶ھ۔ ۱۴۸۱ء) اور شرح وقایہ الصدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود (المتوفی ۷۴۷ھ ۱۳۴۶ء)[2] جو حافظ اخوند محمد صدیق بشونٹری صاحب (م ۱۱۹۸ھ۔ ۱۷۸۴ء) کے مرید و خلیفہ اور حافظ جی صاحب عمرزئی (۱۲۰۶ھ ۱۷۹۱ء) کے پیر بھائی مولانا محمد مرتضیٰ مرحوم کے خاندان کے میاں بادشاہ صاحب ساکن بام خیل صوابی (مردان) کا مملوکہ ہے۔ یہ مخطوطہ ۹×۷، انچ کے سائز کے ۹۴۔ اوراق ۱۸۸ صفحات پر مشتمل ہے اور ہر صفحہ پر ۱۸ سطور ہیں۔ تاریخ کتابت اور کاتب کا نام نہیں ہے۔

آغاز کتاب بعد تسمیہ کے مندرجہ ذیل ہے[3]۔

نصمدك اللهم لا اله الا انت وحدك لا شريك لك اليك المصير و
قوتك يحق الحق ويبطل الباطل وانت اللطيف الخبير الخ

یہ کتاب خطبہ چلپی اور شرح وقایہ کے مشکل و مدقق مقامات کا حل ہے۔ اور دونوں کی عبارتوں پر بقدر ضرورت علمی تحقیق ہے۔ دیباچہ میں مؤلف سبب تالیف کے متعلق لکھتے ہیں[4]۔

"اما بعد فيقول العبد المشتاق الى رضا ربه حافظ محمد بن ملاد درنمان غفر الله
له ولوالديه واحسن اليهما واليه اردت ان اكتب شرحا على خطبة الچلپي
وشرح الوقاية بقدر الوسع والطاقة موسوما بلطائف الحواشي مجموعا
فيه دقائق الشروح والحواشي والله الملهم لصواب واليه المرجع والماب"

---

[1] (ا) مراۃ الاولیاء ص ۶۸ (ب) تواریخ حافظ رحمت خانی ص ۳۰۳۔ ۴۰، (ج) روحانی رابطہ، عبد الحلیم اثر ص ۴۹۲ تا ۴۹۶، (د) تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد دوم ص ۲۶۷، ۲۶۸ (ر) اخون صاحب سوات نصر اللہ خان نصیر ص ۵ تا ۸ (ک) تیرہ دیر شاعران عبد الحلیم اثر ۹۰۔ ۹۶ (گ) اردو دائرہ معارف زیر اہتمام دانشگاہ پنجاب جلد ۹ ص ۳۳۳ [2] ۶ [5] لباب المعارف العلمیہ مولانا عبد الرحیم ص ۱۰۱ تا ۱۰۲ [3] لطائف الحواشی قلمی عربی ص [4] ایضاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حاشیہ خطبہ چلپی میں حافظ جی صاحب نے ہر لفظ کی لغوی تحقیق کی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اس لفظ کی اصطلاحی اور عرفی تعریف بھی پیش کی ہے۔ لغت کی تحقیق میں امام راغب ابوالقاسم الحسین الاصفہانی (المتوفی ۵۰۲ھ ۱۱۰۸ء) کی کتب لغت اور مولے شمس الدین محمد خراسانی قہستانی (المتوفی ۹۶۲ھ ۱۵۵۵ء) کی جامع الرموز وغیرہ سے استفادہ کیا ہے۔

لغوی تحقیق میں جگہ جگہ بطور استشہاد کے بعض آیات قرآنی بھی پیش کی ہیں۔ اور ان آیات کی تفسیر عبداللہ بن عمر البیضاوی (المتوفی ۶۸۵ھ ۱۲۸۶ء) کی تفسیر بیضاوی سے نقل کی ہے۔ علاوہ ازیں صرفی۔ نحوی تحقیق اور تقدیر مقدرات مفرد کی جمع اور جمع کی مفرد بھی روان پیش کی ہے۔

حاشیہ شرح وقایہ میں فاضل مصنف نے بعض عبارتوں پر محققانہ انداز میں قلم اٹھایا ہے۔ اس حاشیہ میں آپ نے رضی الدین ابوالعلا محمد سرخسی (م ۶۷۱ھ ۱۲۶۳ء) کی محیط۔ عصام الدین ابراہیم بن محمد اسفرائی (م ۹۴۳ھ۔ ۱۵۳۶ء) کا حاشیہ العصامیہ اور محمد علاؤالدین حصکفی (م ۱۰۸۸ھ ۱۶۷۷ء) کی درمختار سے استفادہ کیا ہے[1]

زیر نظر مخطوطہ میں مصنف نے مختلف علوم سے تعرض کیا ہے۔ مثلاً علم البیان۔ علم ریاضی والہیئۃ۔ علم الصرف۔ علم النحو علم الاصول۔ اشتقاق علم منطق وغیرہ اور ان سے بقدر ضرورت استفادہ بھی کیا ہے۔ مثلاً ص ۴ پر التفات کی تعریف میں بہت آگے نکل گئے ہیں جو علم البیان کی اصطلاح ہے۔ لکھتے ہیں :۔

والالتفات عند علماء المعانی ان یعبر عن شیی باحد الطرق الثلث وھی الخطاب والغیبۃ والتکلم ثم یعبر عن ذلک الشیئ بطریقۃ اخری منھا بشرط ان یکون التعبیر الثانی علی خلاف مقتضی المقام کما عبر فی سورۃ الفاتحۃ عنہ تعالیٰ بلفظ الغیبۃ وھو اللہ والرب والمالک ثم عبد عنہ تعالیٰ بلفظ الخطاب فی قولہ تعالیٰ ایاک نعبد وایاک نستعین فانقلت یفھم من قولہ کتبت واتخذت ان ھذہ الخطبۃ الحاقیۃ بعد اتمام ھذا الشرح ومن قولہ فافتح فی ھذا لشرح معاقاتہ ایضاً انشاء اللہ تعالیٰ ان ھذہ الخطبۃ الحاقیۃ ابتدائیہ ومن قولہ فشرعت فی اسعاف مرامہ فتوفاہ اللہ تعالیٰ قبل اتمامہ ینھم ایضاً ان ھذاہ الحاقیۃ لانہ ینھم منہ ان الخطبۃ

---

[1] (۱) فہرست مخطوطات پنجاب یونیورسٹی جلد اول از قاضی عبدالنبی کوکب ص ۱۸۱ (ب) لباب المعارف العلمیہ حصہ اول مولانا عبدالرحیم ص ۶، ۹۱، ۹۵، ۲۵۴، ۲۵۸۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعد الوفات والاتمام ففی هذه العبارة تعارض قلنا یمکن ان یجاب عنه بان الخطبة ابتدائیه بان یکون معنی قوله فکتبت فاردت ان اکتب ویکون المراد من الشروع فی قوله فشرعت فی اسعاف مرامه الشروع فی الخطبة ویحتمل ان یکون موت ولده حین الشروع فی الخطبة کما ینهم من الفاء فی قوله فتوفاه الله تعالٰی فحکی عن موته ودعاله هذا ما تیسر لنا فی هذا المقام واللّٰہ اعلم

اس حاشیہ میں بعض ایسے فوائد بھی ہیں جن سے مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ ۱۸۸۶ء)[1] کی مشہور حاشیہ عمدۃ الرعایہ بھی خالی ہے۔ مثلاً ابتدا میں لفظ طلقًا طلقًا آیا ہے۔ تو مصنف نے اس کی وضاحت میں جو تین استعارے بیان کئے ہیں وہ مولانا عبدالحیٔ لکھنوی کے حاشیہ میں نہیں ملتے۔

زیر نظر کتاب کے صفحہ ۴ پر ہے۔

وکنت اجری ای اسرع فی میدان حفظه طلقًا طلقًا ای شوطًا شوطًا شبه حفظ الوقایة بالمقصود فی الارض فی ان الوصول الی کل واحد منهما بدرجته درجة ثم حذف المشبه به وآلة التشبیه ووجه ذکر المشبه فهذا استعارة بالکنایة واثبات المیدان اللازم لمقصود الارض للحفظ استعارة تخیلیة واثبات الجری المناسب لمقصود الارض للحفظ ترشیحیة۔

مذکورہ عبارت میں شارح نے حفظ وقایہ کو مقصود (مسائل فقہ) سے تشبیہ دی۔ کیونکہ ان میں سے (مقصود میدان) سے ہر ایک تک رسائی تدریجاً ہوتی ہے۔ مشبہ بہ اور آلۃ التشبیہ کو حذف کر کے صرف مشبہ کا ذکر کیا۔ جو استعارہ بالکنایہ ہے اور حفظ مقصود کے لئے جس میدان کا اثبات لازم ہے۔ اس کو استعارہ تخیلیہ کہتے ہیں اور میدان مقصود کے لئے لفظ جری کی مناسبت کے ثبوت کو استعارہ ترشیحیہ کہتے ہیں۔

اس متن کی شرح مولانا عبدالحیٔ لکھنوی نے شرح وقایہ مع حاشیہ عمدۃ الرعایہ جلد اول میں صفحہ ۴۸ پر مندرجہ ذیل میں لکھی ہے:۔

وکنت اجری فی میدان حفظه طلقًا طلقًا۔ قوله طلقًا طلقًا هو بفتحتین یقال للشوط وهو مقدار جری الفرس وغیره الی غایة مامرة ومنه طاف بالکعبه

---

[1] تذکرہ علمائے ہند از مولوی علی رحمان ص ۲۸۸

rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سبعۃ اشواط سعی بین الصفا والمروہ سبعۃ اشواط وعدی الفرس طلقا و
طلقتین والفرس انہ کان یحفظ مقدار مایولفہ ولیس بسین ہ

حافظ جی صاحب (متوفی ۱۲۰۶ھ ۱۷۹۱ء) سے قبل مولانا عنایت اللہ قادری قصوری (متوفی ۱۱۴۱ھ
۱۷۲۸-۹ء) نے شرح وقایہ کا حاشیہ "غایۃ الحواشی" لکھا جس میں آپ نے اس کثرت سے فقہی مسائل
ومباحث کی تفصیل وتوضیح کی ہے کہ بقول مولانا عبدالحئ لکھنوی ایک فقہی دائرۃ المعارف معلوم ہوتا ہے
لیکن غایۃ الحواشی میں وہ محاسن اور علمی خوبیاں نہیں ہیں جو خوبیاں زیر نظر کتاب میں بوجہ مختلف علوم و
فنون کے پائی جاتی ہیں۔

شرح وقایہ کی عبارت پر جو سوالات وارد ہوتے ہیں۔ ان کا مکمل جواب دیا ہے۔ اور جہاں جواب ہو اور
سوال نہ ہو تو سوال کا ذکر کیا ہے۔ علاوہ ازیں سخت ترین عبارتوں کی آپ نے بہت اچھے اور محققانہ انداز میں
وضاحت کی ہے۔

یہ حاشیہ علمی میدان میں بہت کارآمد ہے البتہ اس میں صرف اس قدر کمی ہے کہ مصنف نے محققانہ بحث
تو کی ہے لیکن محدثانہ بحث سے اجتناب کیا ہے۔ باوجود اس کے علماء وطلباء دونوں طبقوں کے لئے مفید ہے
اس کا دوسرا نسخہ کہیں نہیں ملا۔ یہ حفاظت واشاعت کا مستحق ہے اور صوبہ سرحد کی اسلامی فقہی ادب میں ایک
بیش بہا علمی ذخیرہ ہے ؛؛

بقیہ از جہاد اور اسلام ص ۳۱

لوگ کام کرتے ہیں وہ بھی جہاد ہے بشرطیکہ اس میں یہ نیت ہو۔ کہ یہ جہاد کے کام میں استعمال ہو گی۔ اس طرح کپڑے
کے کارخانے میں کام کرنے والے یہ کپڑے مجاہدین کے کام آئیں گے۔ یہ بھی جہاد ہے۔ اسی طرح کاشتکار جب غلے
کی کاشت کرتا ہے تو وہ اگر یہ نیت کرے کہ یہ مجاہدین کھائیں گے تو یہ بھی جہاد ہے اس لئے کہ بغیر کھائے پیئے
جہاد نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ہسپتال میں زخمیوں اور بیماروں کا علاج اور خدمت گذاری بھی جہاد ہے اور بایں
اور ریل گاڑی اور دیگر ذرائع آمد ورفت وغیرہ میں کام کرنے والے بھی مجاہدین کی صف میں شامل ہیں۔ جب ان
کی نیت یہ ہو کہ اس میں مجاہدین کو رسد اور کمک پہنچائی جائے گی۔

اسلام میں جہاد کا دائرہ بہت وسیع ہے اور جہاد کے موقعہ میں حکومت کی فوج، پولیس صنعتی زرعی مواصلاتی
انتظامی، نشریاتی تمام محکمہ جات جہاد کے زمرہ میں داخل ہیں ؛

© rasailojaraid.com